اکابر دیوبند، بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

# مجلّہ صفدر گجرات

## ترتیب




برائے ترسیلِ زر، اجراءِ رسالہ وخط وکتابت

مولانا احسن خدامی صاحب، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82

محمود سٹریٹ، محلّہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور





فی شمارہ: 25......زر سالانہ: 300 روپے

پیامِ صفدر حمزہ احسانی

# دیوبندی بریلوی اختلاف......اور......حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من: سرفراز حمزہ/دارالعلوم مدنیہ، بہاول پور

بخدمت اقدس حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہوں!

بعدہ! مجلّہ ''صفدر'' گجرات کا ''شیخ المشائخ نمبر'' حاضر خدمت ہے، اس کے لیے مضمون کی درخواست کرتے وقت بندہ اس بات کی وضاحت نہ کرسکا کہ یہ خصوصی نمبر مجلّہ ''المصطفیٰ'' کی طرف سے نہیں، مجلّہ ''صفدر'' گجرات کی طرف سے شائع ہوگا۔ اس لیے آنجناب نے اپنے جوابی مکتوب گرامی میں مجلّہ ''المصطفیٰ'' تحریر فرمادیا۔ اس ناچیز نے جسارت کرتے ہوئے اسے مجلّہ ''صفدر'' سے تبدیل کردیا ہے۔ امید ہے درگزر فرمائیں گے۔ نیز اگر بسہولت ممکن ہو تو اس اشاعت خاص کے بارے اپنے تأثرات سے بھی آگاہ فرمادیں۔

سرِ دست گذارش یہ کرنی ہے کہ گزشتہ سال مئی ۲۰۰۹ء میں بندۂ ناچیز نے مجلّہ ''المصطفیٰ'' بہاول پور کے ''امام اہل سنت نمبر'' کے لیے آپ جناب سے مضمون کی گزارش کی تھی جو آپ نے قبول فرمائی اور اپنے قیمتی ومصروف اوقات میں سے چند ساعات صرف فرما کر ایک عدد مضمون ''چند یادیں'' عنایت فرمایا۔ جزاك اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

آپ کا مضمون مجلّہ ''المصطفیٰ'' کے ''امام اہل سنت نمبر'' کے علاوہ ماہنامہ ''البلاغ'' اور روزنامہ ''اسلام'' میں بھی شائع ہوچکا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ عاجز مؤدبانہ طور سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہے کہ آپ نے اپنے مضمون میں فریقین (دیوبندی، بریلوی) کے مابین اتحاد واتفاق کی کوشش کا ذکر کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا کہ:

> ''ان ملاقاتوں سے میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ عقائد کے باب میں دونوں مکاتبِ فکر کا اختلاف بڑی حد تک صرف تعبیر اور الفاظ کا اختلاف ہے، حقیقت میں ایسا کوئی اختلاف عقائد کے باب میں نہیں ہے جس کی بنا پر ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسق قرار دیا جائے۔''

نیز آپ نے لکھا کہ:

''حضرتؒ نے بہت شفقت فرمائی اور جس مقصد کے لئے حاضر ہوا تھا اس پر مسرت کا بھی اظہار فرمایا اوراس کی تائید فرمائی۔''

اس سلسلہ میں اس ناچیز کا اپنی طرف سے کچھ عرض کرنا یقیناً سوءِ ادبی اور گستاخی شمار ہوگا، لیکن اس کے باوجود اس سے پھیلنے والی غلط فہمیوں اور حضرت اقدس داداجان رحمہ اللہ کے واضح و بے لچک مؤقف اور آنجناب کی اُن کی طرف منسوب ذکر کردہ بات میں کھلے تضاد کی وجہ سے آپ کو مطلع کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے، اس لیے بجائے اپنی طرف سے کچھ کہنے کے حضرت اقدس داداجان کا ایک خط، راقم کے تایاجان مولانا زاہدالراشدی مدظلہم کے ایک مضمون ''امام اہل سنت کا مسلکی ذوق ومزاج'' [الشریعہ، مارچ ۲۰۱۰ء] کا ایک پیراگراف اور داداجان کے دیگر صاحبزادوں، تلامذہ اور متعلقین کی نقل کردہ گفتگو ذکر کر دیتا ہوں۔ تاکہ صورتحال بھی واضح ہوجائے اور یہ ناچیز بے ادبی سے بھی بچ جائے۔ امید ہے کہ شفقت فرماتے ہوئے غور فرمائیں گے۔ اور اگر واقعی محسوس فرمائیں کہ آپ کی ذکر کردہ عبارت حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کے ذوق کی درست ترجمانی نہیں کرتی تو ماہنامہ ''البلاغ'' میں بھی وضاحت فرمادیں گے، کیونکہ آپ کا یہ مکتوب گرامی ''البلاغ'' میں بھی طبع ہوچکا ہے۔

ا......حضرت اقدس داداجان رحمہ اللہ کا مکتوب گرامی درج ذیل ہے:

باسمہ سبحانہ

من ابی الزاہد......عزیزم زاہد سلمہ اللہ تعالیٰ

ہدیہ مسنونہ کے بعد عرض ہے کہ سنا ہے کہ دیوبندی بریلوی مصالحت ہوا چاہتی ہے۔ راقم کا وہ بیان جو جناب نیازی صاحب کے نکات کے جواب میں تھا، ابھی تک کیوں شائع نہیں ہوا؟ یہ بہت غیر ذمہ دارانہ حرکت ہے۔ چونکہ ان (بریلویوں) کے ''کنز الایمان''، ''خزائن العرفان'' اور مولویوں پر پابندی ہے، وہ اس بھنور سے اس حیلہ اور تدبیر سے اپنی راہ ہموار کرتے ہیں کہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کو سامنے رکھ کر اپنا کام ڈھیلے ڈھالے دیوبندیوں کے ذریعے نکالیں۔ اگر وہ اس پر فیصلہ چاہتے ہیں تو ہماری طرف سے یہ شرط ہوگی کہ وہ یہ تحریر کردیں کہ تمام علمائے دیوبند مسلمان ہیں اور ہم ان کی تکفیر کرنے والوں کی تائید نہیں کرتے۔ اگر عبارات کا مسئلہ سامنے آئے تو ہماری طرف سے یہ شرط ہے کہ ان کے اکابر کی جو عبارات خلاف شرع اور قابل اعتراض ہیں، ان کی بھی وہ اصلاح کریں۔ اور اگر وہ یہ کہیں کہ ہمارے اکابر کی عبارات خلاف شرع اور قابل اعتراض نہیں ہیں تو ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اس کے لیے فریقین ثالث مقرر کریں جن میں علماء کے علاوہ جج صاحبان بھی ہوں۔ جو فیصلہ وہ کریں سب کو منظور ہو۔ اگر ہماری پیش کردہ شرائط وہ تسلیم نہیں کرتے تو ون وے ٹریفک اور ایک ہاتھ سے تالی بجانے کے ہم قائل نہیں ہیں۔ ہم اس کو کبھی برداشت نہیں کریں گے کہ وہ تو بدستور ہمارے اکابر کی تکفیر کرتے

رہیں اور ہم بے غیرت ہو کر برداشت کرتے رہیں اور ان کا وقت پاس ہو جائے۔ ان مذکورہ شرائط کے خلاف صلح کرنے والے دیوبندیوں کی ہم علی الاعلان مخالفت کریں گے۔ ان شاء اللہ العزیز۔

والسلام......احقر ابوالزاہد محمد سرفراز......۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ/28 دسمبر 1985ء)

۲......اور تایا جان مولانا زاہد الراشدی مدظلہم لکھتے ہیں:

"دیوبندی بریلوی اختلافات کے حوالے سے بھی ان (حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ [ناقل]) کا مؤقف یہ تھا کہ یہ عقائد کے اختلافات ہیں اور اُصولی اختلافات ہیں۔ انھوں نے ان اختلافات کے ہر پہلو پر کتابیں لکھی ہیں اور تفصیل کے ساتھ لکھی ہیں۔ ان اختلافات کی تنقیح و توضیح میں وہ جس گہرائی تک گئے ہیں، وہ انھی کا امتیاز ہے اور یہی انھیں دیوبندیوں کا علمی ترجمان قرار دیے جانے کی ایک بڑی وجہ ہے۔" [ماہنامہ الشریعہ، مارچ، ۲۰۱۰ء]

۳......راقم کے استاذ گرامی تلمیذِ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد رشید صاحب مدظلہم [استاذ الحدیث: دارالعلوم مدنیہ، بہاول پور] فرماتے ہیں:

"میں نے ایک بار حضرت امام اہل سنت سے پوچھا کہ بریلویوں کا کیا حکم ہے؟ ہمیں ان کے بارے میں کیا نظریہ رکھنا چاہیے؟ تو فرمایا: ان کے مولوی اور پیر قسم کے لوگ تو کفریہ عقائد کی وجہ سے پکے کافر اور مشرک ہیں، اُن کے پیچھے نماز باطل بلاشک ہے۔ البتہ عوام کی ہم تکفیر نہیں کرتے، کیونکہ وہ محض جاہل ہیں، اُن کو سمجھانا چاہیے، اگر وہ سمجھانے کے باوجود جانتے بوجھتے ہوئے کفریہ و شرکیہ نظریات پر ڈٹے رہیں تو پھر ان کی بھی تکفیر کی جائے۔ ورنہ نہیں۔"

۴......راقم نے اپنے دوسرے تایا جان مولانا عبدالقدوس خان قارن مدظلہم [استاذ الحدیث: جامعہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ] سے اس بابت پوچھا تو فرمایا:

"جی! یہ بات (جو مولانا محمد رشید صاحب نے نقل کی ہے) بالکل ٹھیک ہے، ابا جی ایسے ہی فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ بات تو اُن کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔"

۵......راقم نے آنجناب کا مکتوبِ گرامی عم محترم مولانا عبدالقدوس خان قارن مدظلہم کو دکھایا تو انہوں نے فرمایا:

"یہ بات حضرت امام اہل سنت کے مؤقف کے مطابق نہیں ہے۔"

۶......آنجناب کے اسی مکتوب کے بارے میں راقم کے والد گرامی حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ نے فرمایا:

"یہ تو ابا جی کے مؤقف کے بالکل خلاف ہے، ابا جی نے نیازی صاحب سے جو گفتگو کی تھی، میں تمہیں لکھ دوں گا، اگر یہ مضمون لگانا ہے تو اس کے ساتھ وہ بھی لگا دینا۔" (لیکن شومئی قسمت، والد صاحب علالت و مصروفیت کی وجہ سے بروقت وہ نہ لکھ سکے اور آپ کا مضمون اس وضاحت کے بغیر ہی طبع ہو گیا۔)

فروری ۲۰۱۰ء]

۹......ماہنامہ ''الشریعۃ'' میں ہی ایک اور قاری عمار صاحب کے اس تبصرے پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''(محترم مولانا عمار خان صاحب) الشریعۃ جنوری ۲۰۱۰ میں مجلّہ ''المصطفیٰ'' کے امام اہل سنت نمبر پر آپ کے تبصرہ کے حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ آپ نے بریلوی دیوبندی اختلاف کے ضمن میں مذکورہ مجلّہ میں مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب کے پیش کردہ تصور پر تحفظات ظاہر کیے ہیں۔ راقم دو جملوں کے حوالے سے، جو آپ نے انڈر لائن کیے ہیں، آپ کی توجہ کا طالب ہے۔ پہلا جملہ ہے: ''(بریلوی اور دیوبندی مکاتب فکر میں) حقیقت میں ایسا کوئی اختلاف عقائد کے باب میں نہیں ہے جس کی بنا پر ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسق قرار دیا جائے۔'' اور دوسرا جملہ ہے: (مفتی صاحب نے دیوبندی بریلوی ہم آہنگی کے حوالے سے مولانا سرفراز خاں صفدر مرحوم کے حضور اپنا مدعا بیان کیا تو انہوں نے) اس پر مسرت کا اظہار کیا اور اس کی تائید فرمائی۔''

آپ کا کہنا ہے کہ ''بریلوی دیوبندی اختلاف سے متعلق مفتی صاحب کا یہ تجزیہ حضرت شیخ الحدیث کے منہج فکر اور نظریات سے کتنا ہم آہنگ ہے، یہ نکتہ زیادہ محتاج وضاحت نہیں، لیکن کسی وضاحتی یا اختلافی نوٹ کے بغیر اس کی شمولیت نہ اس اشاعت کے مرتبین کو کھٹکی ہے اور نہ موصولہ مواد پر نظرِ ثانی کر کے اس کی منظوری دینے والے بزرگوں کو۔'' میری گزارش یہ ہے کہ جس نکتے کو زیادہ محتاج وضاحت نہیں سمجھ رہے، وہ بہت سے لوگوں کے نزدیک سخت محتاج وضاحت ہے۔ آپ براہِ کرم یہ وضاحت ضرور شائع فرمائیں۔'' [الشریعہ، فروری ۲۰۱۰ء]

۱۰......مجلّہ ''تسکین الصدور'' بہاول پور کے مدیر مولانا جمیل الرحمٰن عباسی مدظلہ ''امام اہل سنت نمبر'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ کے مضمون میں بعض مندرجات نے چونکا دیا ہے، حیرت ہے کہ انہوں نے رضاخانی بھیڑ کے چند افراد سے ملاقات کر کے یہ نتیجہ کیسے اخذ کر لیا کہ ''دونوں مکاتب فکر (دیوبندی، بریلوی) کا اختلاف بڑی حد تک صرف تعبیر اور الفاظ کا اختلاف ہے، حقیقت میں ایسا کوئی اختلاف عقائد کے باب میں نہیں ہے، جس کی بنیاد پر ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسق قرار دیا جائے'' کیا علم غیب، حاضر ناظر، مختار کل، نور و بشر، اور مافوق الاسباب پکار جیسے مسائل جنہیں صدیوں سے فقہاء کرام شرکیہ قرار دیتے آئے ہیں یہ سب تعبیر کے اختلافات ہیں؟ مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ سے لیکر حضرت امام اہل سنت تک بڑے بڑے اکابر دیوبند نے جو رضاخانی ٹبر کو ان شرکیہ عقائد کا حامل قرار دیا، آنجناب کی ''تعبیر'' ان اکابر کی دیانت و فہم پر سوالیہ نشان نہیں ہے؟ صرف تعبیر کے

اختلاف میں پڑ کر ہمارے اکابر نے کیا اپنے وقت کا خون کیا؟ ویسے تعبیر کی حدود اربعہ کی وضاحت بھی وقت کا تقاضا ہے۔اور پھر اس سلسلے میں حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کو اپنے مؤید کے طور پر باور کرانا مزید تعجب خیز ہے جبکہ حضرت امام اہل سنتؒ کا مؤقف روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے جو ان کی کتب، دروس میں مذکور ہے سردست حضرت رحمہ اللہ کا ایک مکتوب گرامی ملاحظہ فرمائیں جو ماہنامہ ''الشریعۃ'' گوجرانوالہ کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی نذر ہے،اس مکتوب گرامی سے اندازہ ہوتا ہے کہ دیوبندی بریلوی اتحاد کے بارے حضرت امام اہل سنت کا مؤقف غیر مشروط نہیں ہے اور ان شرائط کے بغیر صلح کرنے کو وہ بے غیرتی قرار دیتے ہیں اور صلح کرنے والے دیوبندی علماء کی برملا مخالفت کا اعلان کرتے ہیں۔ملاحظہ ہو!......

اس کے علاوہ اور حضرات کی طرف سے بھی اس قسم کی آراء ملی ہیں۔سب کا احصاء مقصود نہیں۔ غرض تو صرف یہ ہے کہ آنجناب مندرجہ بالا حضرات کی تحاریر وگفتگو کی روشنی میں غور فرمالیں۔امید ہے خصوصی شفقت سے نوازتے ہوئے اپنے مصروف ترین اوقات میں سے چند ساعات اس کام کے لیے نکال لیں گے۔بندہ آپ کا بے حد ممنون اور شکر گزار ہوگا۔

یاددہانی کی خاطر جوابی لفافہ بھی ہمراہ ہے،بندہ آپ کے جواب کا شدت سے منتظر ہے۔

والسلام......سرفراز حسن خان حمزہ......متعلم: دارالعلوم مدنیہ، بہاول پور......۲۰۱۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب: سرفراز حمزہ/دارالعلوم مدنیہ، بہاول پور

بخدمت اقدس حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے!

آنجناب کو یاد ہوگا کہ ۲۰۰۹ء میں راقم کے جد امجد امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات کے بعد بندہ ناچیز نے ''المصطفیٰ'' کے ''امام اہل سنت نمبر'' کے لیے آپ سے مضمون کی گزارش کی تھی، جسے قبول فرماتے ہوئے آپ نے ''چند یادیں'' کے عنوان سے ایک مضمون ارسال فرمایا تھا۔آپ کے اس مضمون کے بارے حضرت امام اہل سنت کے صاحبزادگان، تلامذہ اور متعلقین ومتوسلین سمیت راقم کی اپنی رائے بھی یہی تھی کہ: یہ حضرت امام اہل سنت کے ذوق ومسلک کی درست ترجمانی نہیں کرتا،اور جو بات اس مضمون میں اُن کی طرف منسوب کی گئی وہ اُن جیسی شخصیت سے بہت بعید ہے۔اسی لیے اس کی وضاحت از حد ضروری ہے۔اسی سلسلے میں غالباً ۲۰۱۰ء میں ''شیخ المشائخ نمبر'' اور دیگر

حالانکہ حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ تو جابجا واضح فرماتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ کے ساتھ ہمارا اختلاف اُصولی اور عقائد کا ہے، جیسا کہ سابقہ مکتوب میں چند حوالے پیش کر چکا ہوں۔ مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱......حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں:

''یادرکھنا! انہیں فروعی مسئلے نہ سمجھنا، جیسے بہت سارے نادان یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے حنفی، شافعی، مالکی وغیرہ اختلافات فروعی ہیں یہ بھی ایسے ہی ہیں۔ حاشا وکلا یہ سب کفر ہیں۔ قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہیں، تمام فقہائے ملت کی مخالفت ہے۔''

[ذخیرۃ الجنان، ج:۱۳، ص:۳۶۸۔ المؤمنون]

۲......ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کی صراحت کے ساتھ نفی کی گئی ہے۔ لیکن جاہل قسم کے لوگوں (بریلویوں) نے بلاوجہ حاضر وناظر اور علم غیب کا عقیدہ گھڑ لیا ہے۔''

[ذخیرہ، القصص، ج:۱۵، ص:۸۹]

۳......ایک جگہ فرماتے ہیں:

''اگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کے پاس خدائی اختیارات ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے، جب آپؐ کے پاس (بھی) خدائی اختیارات نہیں ہیں تو اور کسی کے پاس کس طرح ہو سکتے ہیں؟ مگر ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔ آج بھی لاؤڈ سپیکر پر پڑھا جاتا ہے: ''الصلوٰۃ والسلام علیٰ مختار اللہ'' اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔ کوئی معمولی آدمی بات کرے تو اس بات کی اتنی اہمیت نہیں ہوتی اور اگر باحیثیت آدمی بات کرے تو اس کی بات کی اہمیت ہوتی ہے، یہ بات احمد رضا خان بریلوی نے لکھی ہے، جس کو ان لوگوں نے اماموں کے برابر کھڑا کیا ہوا ہے۔ اس نے اپنی کتاب ''الامن والعلیٰ'' میں لکھا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام اختیارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیئے ہیں، (اب اللہ تعالیٰ فارغ ہیں) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کو دے دیئے ہیں۔

احد سے احمد کو اور احمد سے تجھ کو  سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

احد (یعنی) اللہ تعالیٰ کی ذات نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیارات دے دیئے اور احمد نے کن مکن کے سب اختیارات سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیئے۔

اور (احمد رضا خان) ''الامن والعلیٰ'' میں لکھتا ہے کہ: سورج نہیں چڑھتا جب تک شیخ عبدالقادر جیلانی سے اجازت نہ لے لے اور سلام نہ کر لے۔............ بھائی! خدا خدا ہے، اس کا حصہ دار کوئی

نہیں، اور یہ بڑے بنیادی مسائل ہیں، ان کو فروعی مسائل نہ سمجھنا۔ یہ نظریات قرآن پاک کے صریح خلاف ہیں۔'' [ذخیرہ، القصص، ج:۱۵، ص:۱۲۱۔۱۲۲]

۴......مزید فرماتے ہیں:

''جب مشکلات پیش آتی ہیں تو مشرک (بریلوی) لوگ کہتے ہیں:

امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن

در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

یہ خالص شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا نہ کوئی حاجت روا، نہ کوئی مشکل کشا، نہ کوئی فریادرس اور نہ کوئی دستگیر، نہ کوئی دینے والا اور نہ کوئی لینے والا۔ اس کو جاہل قسم کے لوگ فروعی مسائل سمجھتے ہیں، یہ فروعی مسائل نہیں ہیں، یہ کفر و شرک کی بنیاد ہے۔ فروعی مسائل تو ہیں حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی کے درمیان۔ یہ عقائد تو بالکل قرآن کے خلاف ہیں۔ یاد رکھنا! ساری عمر نمازیں پڑھتا رہے، ایک دفعہ کہے: ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاللہ۔'' اور عقیدہ ہو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی ہر جگہ سے سنتے اور دیتے ہیں تو کافر ہو گیا۔ ساری عبادات باطل ہو گئیں۔ یہ چھوٹے مسائل نہیں ہیں۔''

[ذخیرہ، القصص، ج:۱۵، ص:۱۵۸]

۵......ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''فقہائے کرام نے فرمایا ہے: من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم کان یکفر۔ جو شخص یہ کہے کہ بزرگوں کی ارواح میرے پاس موجود ہیں اور ہمارے حالات کو جانتی ہیں تو وہ پکا کافر ہے۔'' چاہے نمازیں پڑھے، چاہے روزے رکھے، حج کرے، قربانی دے، فطرانہ دے۔ (وہ) پکا کافر ہے۔ بریلوی مولویوں اور پیروں کا یہی عقیدہ ہے اور ان کے جو خاص مقربین ہیں، غالی قسم کے لوگ، ان کا بھی یہی عقیدہ ہے، باقی عوام بے چارے تو نا سمجھ ہیں۔ ان کے مولوی، پیر اور جو غالی بریلوی ہیں عوام میں سے، وہ پیغمبروں کو حاضر و ناظر مانتے ہیں، ولیوں، شہیدوں کو بھی حاضر و ناظر مانتے ہیں اور یہ سب کفر ہے۔ فقہائے کرام کا طبقہ بہت محتاط طبقہ ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: اگر کوئی آدمی ایسا جملہ بولے کہ اس کے سو (۱۰۰) معنی بنتے ہوں، ننانوے کفریہ ہوں اور ایک اسلام کا ہو تو اس کو کافر نہ کہو، (کیوں کہ) ہو سکتا ہے کہ اس کی مراد اسلام والا معنی ہو۔ ایک فیصد احتمال کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اس سے بڑی احتیاط کیا ہو گی؟ (اس احتیاط کے باوجود) یہ فقہائے کرام کا طبقہ اس بات پر متفق ہے کہ: جو بزرگوں کی ارواح کو حاضر و ناظر جانے اور عالم الغیب جانے وہ پکا کافر

ہے۔ یہ کوئی فروعی مسائل نہیں ہیں کہ ان کو نظر انداز کر دیا جائے۔''

[ذخیرہ، العنکبوت، ج:۱۵،ص:۲۵۰]

۶......پھر فرماتے ہیں:

''......بعینہ اسی طرح سمجھو کہ سارا کچھ رب نے کیا اور حاجت روا، مشکل کشا، دست گیر شیخ عبدالقادر جیلانی بن گیا اور (بریلوی) بڑے زور وشور کے ساتھ کہتے ہیں:

امداد کن امداد کن از بندِ غم آزاد کن　　　　در دین ودنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

بعض جاہل قسم کے لوگ ان مسائل کو فروعی سمجھتے ہیں، جیسے حنفی، شافعی، مالکی، حنابلہ کے درمیان فروعی مسائل ہیں۔ حاشاو کلا ثم حاشا و کلاایسا نہیں ہے۔''

[ذخیرہ، العنکبوت، ج:۱۵،ص:۲۵۱]

۷......یہ بھی فرماتے ہیں:

''.....تو (مکہ کے) مشرک بھی جب کشتیوں میں سفر کرتے اور پھنس جاتے تو صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے، اخلاص کے ساتھ اسی پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے دین پر چلتے ہوئے۔ یہ سکہ بند مشرکوں کا حال ہے۔ اور ہمارے جو کلمہ گو مشرک (بریلوی) ہیں، یہ کیا کہتے ہیں؟

بگرداب بلا افتاد کشتی　　　　مدد کن یا معین الدین چشتی

کشتی ڈوبنے لگی ہے، معین الدین! ہماری مدد کو پہنچو!''

[ذخیرہ، ج:۱۵،ص:۲۵۸]

۸......اور فرماتے ہیں:

''کوٹ ادو سے لوگ جب ڈیرہ غازی خان جاتے تھے تو غازی گھاٹ جگہ تھی، وہاں سے کشتیوں پر بیٹھ کر جاتے تھے۔ اب وہاں پر پُل بن گیا ہے اور ریلوے لائن بھی بچھ گئی ہے۔ تو یہ (بریلوی) لوگ جب کشتی پر سوار ہوتے تھے تو کہتے تھے......

یا بہاء الحق! بیڑا دَھک　　　　[ایضاً]

۹......پھر فرماتے ہیں:

''(ہم اپنے زمانہ طالب علمی میں ملتان میں حضرت بہاوالدین نقشبندی کے مزار پر گئے تو قوالی ہو رہی تھی،) قوالی کے عجیب وغریب قسم کے الفاظ تھے۔ اس میں ایک شعر یہ بھی تھا ؎

اربابِ فکر ونظر ذرا ان ارشادات پر غور فرمائیں کہ شیعہ وسنی میں اُصولی اختلافات ہیں، مگر ان میں بہت سی مشترکات بھی ہیں۔ اصولی اختلاف اور پھر اشتراک؟ یاللعجب! اور اس سے زیادہ تعجب یہ کہ ''اصل الاصول میں کوئی اختلاف نہیں'' فیاللعجب

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں

فاضل مضمون نگار بخوبی جانتے ہوں گے کہ جب کوئی فرقہ اصولوں کی بناء پر اسلام سے ہٹ جاتا ہے تو پھر اس کے ساتھ اشتراک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی اور یہ بھی پیش نظر رہے کہ جن مقدس شخصیات سے تعلق کو ''عقیدت'' کا نام دیا گیا ہے۔ وہ دراصل ''عقیدے'' کا معاملہ ہے عقیدت اور عقیدے میں وہی فرق ہے جو خود شیعہ وسنی میں ہے اور یہ راز بھی فاضل مضمون نگار کی اپنی عبارت میں مضمر ہے کیونکہ وہ خود کہتے ہیں کہ ''مقدس شخصیات کے ساتھ عقیدت کے معاملہ کی وجہ سے یہ اختلاف، اصولی اختلاف کی حیثیت اختیار کر گئے''

حضورِ والا! اصولی اختلاف عقیدے کے ٹکراؤ سے وجود میں آتے ہیں نہ کہ عقیدت کے ٹکراؤ سے......کون نہیں جانتا کہ صحابہ کرامؓ رشد وہدایت کی وہ مشعلیں ہیں جن کی کرنیں دور دور تک ضیا پاش ہوئیں جب پورے کا پورا معاشرہ ظلم وسرکشی اور تمرّد کی آفتوں میں گھرا ہوا تھا اور انسانوں کے حیاء سوز افعالِ قبیحہ ماحول کو بدبودار کیے ہوئے تھے، وہ صحابہ ہی تھے جن کے زہد وایقان کی خوشبوؤں نے پورے عالم پر مُشکِ نافہ کا چھڑکاؤ کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب قرآن مجید نے اُن پر جمالِ الٰہی کی چادریں تان دیں اور نبوت نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا تو یہ جماعتِ مقدس امت کا ''عقیدہ'' بن گئی نہ کہ محض مرکزِ عقیدت......شارح ہدایہ علامہ ابن ہمامؒ کی ایمانی جلالت یونہی تو نہیں کہہ اُٹھی کہ

''ان من فضل علیاً علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق اوعمر رضی اللہ عنہما فھو کافر''. (فتح القدیر جلد اول صفحہ نمبر ۳۰۴)

ترجمہ: ''جو حضرت علیؓ کو حضرات ثلٰثہ پر ترجیح دے وہ بدعتی ہے اور جو حضراتِ ابوبکرؓ وعمرؓ کو خلیفہ نہ مانے وہ کافر ہے''

اور کون نہیں جانتا کہ اہل تشیع نہ صرف خلفاء کی خلافت کا انکار کرتے ہیں۔ بلکہ انہیں خلافت غصب کرنے والا اور آلِ رسول ﷺ پر ظلم کرنے والا قرار دے کر نفرتوں کے وہ بھبھکے اُڑاتے ہیں کہ اس پر ایک ہزار سال کا لٹریچر شاہد ہے۔ کسی صدی کا کوئی مہذب سے مہذب شیعہ مجتہد یا عالم پیش کیجیے جس نے اصحاب رسول ﷺ کی بھد اڑانے میں اپنے شب وروز فرق نہ کیے ہوں؟

تاہم شیعہ وسنی اختلاف کی بنیاد مقدس شخصیات نہیں ہیں بلکہ مسئلہ امامت ہے۔ اسلام نے حضور

نے جو ہم پر تکفیری گولہ داغا ہے، کیا ان کو واقعتاً غلط فہمی ہوئی یا دیدۂ و دانستہ انہوں نے کام کیا؟ حضرت تھانویؒ اپنی سلیم فطرت اور خوفِ خدا سے مزین ضمیر کے مطابق فرماتے تھے کہ کوئی مسلمان اتنی بڑی جرأت نہیں کر سکتا، ضرور ان کو غلط فہمی ہوئی جب کہ مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی زندگی اس موضوع پر مناظروں میں گذر گئی تھی۔ وہ خان صاحب کے طوفانی مزاج اور بعض بریلوی حضرات کی نیتوں سے آگاہ تھے۔ مولانا نعمانیؒ کا موقف یہ تھا کہ مولانا احمد رضا صاحب نے ضد بازی، آتشِ حسد، اور مخصوص اشتعالی مزاج کی بناء پر کفر کے فتوے لگائے۔ چنانچہ مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے اس حُسنِ ظن اور ملائمت کی ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے:

''اس عاجز کا خیال ہے کہ اگر حضرت (تھانویؒ) نے ان کی کتابیں ملاحظہ فرمائی ہوتیں تو ان کو بھی یہ شُبہ غالباً نہ ہوتا'' (بریلوی فتنہ کا نیا روپ، صفحہ نمبر ۱۴۱، مصنفہ مولانا محمد عارف سنبھلی)

معلوم ہوا کسی بھی طبقے کے مآخذ تک رسائی حاصل کیے بغیر محض سنی سنائی باتوں پر (خواہ وہ کتنی ہی ثقہ ہوں) کوئی حتمی رائے دینا مشکل ہوتا ہے اور حضرت تھانویؒ کا یہ جملہ تو ان کے متعدد ملفوظات میں ملتا ہے کہ: جب کوئی مجھ سے شیعیت کے متعلق تفصیل طلب کرتا ہے تو میں اس کو مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی کے پاس بھیج دیتا ہوں کہ وہ اس میدان کے آدمی ہیں۔ فاضل مضمون نگار کی مذکورہ سطر ''علماء نے بطور فرقہ تمام شیعہ کی تکفیر کرنے کی بجائے بعض عقائد کی تکفیر کی ہے۔'' سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ اس سے بطور فرقہ تکفیر لازم نہیں آتی، ہم سمجھتے ہیں شدید غلط فہمی ہے۔ جب عقائد پر تکفیر یا تفسیق کی جاتی ہے تو کافر یا فاسق تو فاعل ہوتا ہے۔ جو ان عقائد پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ آج اگر کہا جائے کہ جو طبقہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانے تو وہ کافر ہے، اگر سائل پوچھے کہ کون کس کو نبی مانتا ہے؟ تو اس بات کا جواب سوائے اس کے کیا ہوگا کہ وہ فرقہ قادیانی ہے، اب نتیجہ کیا نکلا؟ کہ قادیانی کافر ہیں۔

اگر کہا جائے کہ حجیتِ حدیث کا انکار کرنے والے اسلام سے خارج ہیں؟ اگر سوال کیا جائے کس نے حجیتِ حدیث کا انکار کیا؟ تو لامحالہ عبداللہ چکڑالوی، غلام احمد پرویز یا دیگران لوگوں کے نام بتائیں جائیں گے جو صراحتاً منکرین حدیث تھے۔

اگر کہا جائے کہ تقلید ائمہ کے بغیر عوام کے لیے دین پر چلنا مشکل ہے اور تارکینِ تقلید گمراہ ہیں، اس پر جب تارکین تقلید کی نشاندہی کروائی جائے گی تو سوائے غیر مقلدین کے کس کا نام لیا جائے گا؟ جنہیں اہل حدیث کہا جاتا ہے اسی طرح اگر کہا جائے کہ حضور اقدس ﷺ کی بعد از وفات برزخی حیات پر پوری امت کا اجماع ہے اور اس کا انکار نظریۂ اہل سنت سے مفروری ہے اور جب پوچھا جائے گا کہ کون لوگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی برزخی حیات کے منکر ہیں؟ تو کم از کم ہمارے وطن (پاکستان)